تحریک ختم نبوت میں شیعہ علماء وزعماکا تاریخ ساز کردار

حجۃ الاسلام ملک آفتاب حسین جوادی*

پوری امت اسلامیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں شیعہ امامیہ کے نزدیک آپؐ کے بعد سلسلہ امامت کا جاری ہونا، ختم نبوت کی محکم دلیل ہے۔ چونکہ پیغمبر اسلام ﷺ جس طرح نبوت و رسالت کے الٰہی منصب پر فائز تھے، اسی طرح امامت وولایت کے عہدے پر بھی فائز تھے۔ منصب رسالت و نبوت کی اہم ذمہ داری وحی الٰہی کے ذریعے شریعت اسلامیہ کو دریافت کرکے اُمت تک پہنچانا تھا تو منصب امامت وولایت کے ذمہ اسی شریعت الٰہی کی حفاظت، تبیین اور نفاذ تھا۔ چونکہ حضرت محمد ﷺ کے بعد رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے اور یہی شریعت محمدیہ تا قیام قیامت انسانوں کی فلاح وسعادت کے لئے کافی ہے۔

لیکن اس شریعت محمدیہ کی حفاظت، اس کی توضیح و تشریح اور نفاذ کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے، لہٰذا امامت وولایت کا سلسلہ بھی تا قیامت جاری ہے۔ یہ عقیدہ ختم نبوت ورسالت کی قوی ترین دلیل ہے جس پر شیعہ امامیہ اثناعشریہ قائم ہیں۔ لہٰذا شیعہ علماء کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ چناچہ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء "عنوان النبوّۃ" کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"و یعتقد الامامیة ان کل من اعتقد او ادعی نبوّة بعد محمد ﷺ او نزول وحی او کتاب فھو کافر یجب قتله"

یعنی: "شیعہ امامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت یا نزول وحی کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور واجب القتل ہے"(1)

اسی طرح مرحوم شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں:

"شریعة محمد ﷺ لا تنسخ الیٰ یوم القیامة و لا نبی بعده الیٰ یوم القیامة فمن ادعیٰ بعد نبیّنا او اتی بعد القرآن بکتاب فدمه مباح لکل من سمع ذلك منه"

یعنی: "محمد ﷺ کی شریعت قیامت کے دن تک منسوخ نہیں ہوگی۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو کوئی ہمارے نبیؐ کے بعد نبوّت کا دعوی کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب لائے تو اس کا خون ہر اس شخص پر مباح ہے جو اس سے یہ دعوی سنے"(2)

اس حوالے سے علامہ طبرسیؒ نے حضرت علیؑ کا طویل احتجاجی خطبہ نقل کیا ہے، جس میں آپؑ نے ختم نبوّت کے متعلق ارشاد فرمایا:

"اما رسول ﷺ لیس بعده نبی ولا رسول ختم برسول اللّٰه الانبیاء الیٰ یوم القیامة وجعلنا من بعد محمد خلفاء فی ارضه۔۔۔۔۔"

یعنی: "رسول اللہ ختم النبیین ﷺ ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ قیامت تک کے لیے رسول اللہ ﷺ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اور ہمیں اللہ نے محمد ﷺ کے بعد اپنی زمین میں خلفاء بنایا ہے۔(3)

---

*۔ محقق، موئف، استاد، جامعۃ الکوثر، اسلام آباد

شیخ محمد بن یعقوب کلینیؒ فرماتے ہیں:

"۔۔۔ الرب عزّو جلّ احد و الرسول محمد خاتم النبیین ﷺ واحد و الشریعة واحدة و حلال محمد حلال و حرامه حرام الیٰ یوم القیامه"

یعنی: "ہمارا پروردگار بزرگ و برتر ایک ہے اور ہمارے رسول حضرت محمد خاتم النبیینؐ ایک ہیں، ہماری شریعت ایک ہے اور قیامت کے دن تک حضرت محمد ﷺ کا حلال کیا ہوا حلال ہے اور آپؐ کا حرام کیا ہوا حرام ہے"۔(4)

نیز حضرت امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہما السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"لقد ختم اللّٰه بکتابکم الکتاب و ختم بنبیّکم الانبیاء" (5)

یعنی: "بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب (قرآن مجید) پر (آسمانی) کتابیں ختم کر دیں اور تمہارے نبی ﷺ پر انبیاء کرام کو ختم کر دیا ہے۔" (اس حدیث کی سند صحیح ہے)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا:

"مبلغ علمنا علی ثلاثة وجوہ ماض و غابر و حادث فامّا الماضی فمفسر و امّا الغابر فمزبور و اما الحادث فقذف فی القلوب و نقر فی السماع و هو افضل علمنا و لا نبی بعد نبیّنا"

یعنی: "ہمارا علم تین طرف سے پہنچتا ہے: گذشتہ، آئندہ اور جو حادث ہوتا ہے۔ گذشتہ علم ہمارے لئے تفسیر کیا گیا ہے اور آئندہ کا علم لکھا جاچکا ہے اور جو حادث ہوتا ہے، وہ کبھی تو دل میں آتا ہے اور کبھی کانوں کے ذریعے اور یہی ہمارا بہترین علم ہے؛ جبکہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔(6) (اس حدیث کی سند صحیح ہے)

ایوب بن حر سے روایت ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"ان اللّٰه عزّ ذکرہ ختم بنبیّکم النبییّن فلا نبیّ بعدہ ابدا و ختم بکتابکم الکتب فلا کتاب بعدہ ابدا و انزل فیه تبیان کل شئی و خلقکم و خلق السماوات والارض و نبا ماقبلکم فصل ما بینکم و خبر ما بعدکم و امر الجنة و النار و ما انتم صائرون الیه"

"بتحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے ذریعے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا پس اس کے بعد ہر گز کوئی نبی نہیں آئے گا اور تمہاری کتاب (قرآن) کے ساتھ آسمانی کتابوں کا سلسلہ ختم کر دیا اور اس کے بعد ہر گز کوئی آسمانی نہیں اور اس میں ہر چیز کا صحیح اور کامل بیان نازل کیا اور تمہاری خلقت اور زمین وآسمانوں کی خلقت اور تم سے پہلے کے واقعات کی خبر اور تمہارے درمیان ہونے والے جھگڑوں کو ختم کرنے کا وسیلہ ہے اور تمہارے بعد بہشت ودوزخ اور تمہارے انجام کی خبریں ہیں"۔(7) (اس حدیث کی سند صحیح ہے)

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں نبی مکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو نبوت کا دعوی کریگا وہ کذاب اور جھوٹا ہے۔ اس لئے تمام امت اسلامیّہ کے مقتدر علما نے نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ عراق کے شیعہ وسنی علماء وفقہاء نے مرزائیوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا تھا جو "الفتوی المتفقة من علماء الشیعة و اهل السنة من عراق بتکفیر القادیانی" کے نام سے مبطع دارالسلام بغداد سے عربی میں شائع ہوا۔ بعد ازآں، عراق کے معروف عربی روزنامہ "الیقین" میں شائع ہو کر کثیر تعداد میں تقسیم ہوا۔ بحمد اللہ بندہ کے کتب خانہ میں موجود ہے، جس میں دیگر علماء شیعہ کے علاوہ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقویؒ کے استاد آیۃ اللہ سید حسن صدر الدین الموسویؒ کا فتویٰ بھی شامل ہے۔

تحریکِ پاکستان میں شیعہ زعماء کا کردار

یہ بات تاریخی حقیقت رکھتی ہے کہ پاکستان میں تحریکِ ختم نبوت میں تمام مکاتبِ فکر کے علما اور زعماء نے مل کر بھرپور حصہ لیا۔ جب برصغیر کی پوری ملت اسلامیہ اپنے حقوق کی بازیابی، غاصب حکمرانوں سے نجات اور علیحدہ اسلامی مملکت کے حصول کی جدوجہد میں مصروف عمل تھی، اس وقت شیعہ مسلمانوں نے دیگر مکاتب اسلامیہ کے شانہ بشانہ بے دریغ قربانیوں کے ذریعے وطن عزیز کی بنیادیں اپنے لہو کے ساتھ استوار کیں۔

جب تحریکِ پاکستان میں قیادت کی فراہمی کا دشوار مسلہ سامنے آیا تو محمد علی جناح سامنے آئے جو بانی پاکستان اور مسلمانوں کے نجات دہندہ بن گئے۔

جب تحریکِ پاکستان کو سرمائے کی ضرورت پڑی تو راجہ صاحب محمود آباد جیسی شخصیات نے دست تعاون دراز کیا اور اس خطے کے قیام واستحکام کی بقاء کے لئے بے دریغ اپنا سرمایہ صرف کیا۔

۔جب کبھی علمی وفکری میدان میں دفاع وطن کا مقام آیا تو علمائے شیعہ نے اپنی بے پناہ علمی صلاحیتوں سے نہ صرف وطن عزیز بلکہ امت اسلامیہ کا دفاع کیا۔۔یوں یہ سلسلہ قیام پاکستان تک چلتا رہا۔ مارچ ۱۹۴۸ء میں آل پاکستان شیعہ کانفرنس، اس کے بعد ادارۂ تحفظ حقوق شیعہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔۔قرارداد مقاصد کی تدوین میں شیعہ علماء کا کردار اور ۱۹۴۹ء میں نوابزادہ لیاقت علی خان کے دور حکومت میں تعلیمات اسلامیہ بورڈ میں شیعہ علماء کی خدمات بھی اظہر من الشّمس ہیں۔

۔جنوری ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام نے اسلامی دستور کی ۲۲ نکاتی دستاویز مرتب کی جس میں شیعہ علماء نے بھرپور نمائندگی کی ۔اور ۱۹۷۱ء میں اسلامی مشاورتی کونسل میں شیعہ علماء کا بے مثال کردار بھی ہر صاحب فکر ونظر کے سامنے ہے۔ لیکن ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ ان حقائق کے باوجود زمانہ حاضر کے ناصبی بڑی ہٹ دھرمیسے شیعہ خیر البریّہ کو ختم نبوّت کا منکر قرار دینے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔

تحریکِ ختم نبوت میں شیعہ زعماء کا کردار

جب پاکستان میں سیاسی، ثقافتی اور دوسرے معاشرتی معاملات میں قادیانیوں کی مداخلت بڑھی اور اُنھوں نے پاکستانی سیاست میں اپنی سامراج پسندانہ سرگرمیاں تیز کر دیں تو تمام مسلمان علمائے دین نے اس فتنے کے خلاف عَلم جہاد بلند کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ دیو بندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ مکاتب فکر اکٹھے ہوئے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی جسے تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کہا جاتا ہے۔ (8)

شروع ہی سے تحریکِ ختم نبوّت میں ہر جگہ شیعہ علماء پیش پیش رہے ہیں۔۔ تحریکِ ختم نبوّت میں پہلا نام علامہ السید علی الحائری قدّس سرّہ کا آتا ہے۔ جنھوں نے اپنے علمی دلائل وبراہین کے ذریعے مرزائیت کی ڈٹ کر مخالفت کی اور میرزا احمد قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں سرکار علامہ موصوف کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کیے ہیں۔ ضمیمہ اعجاز احمد کے ٹائٹل پر لکھا ہے کہ مولوی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام رسالے میں مفصل درج ہے۔۔

علامہ مرزا یوسف حسینؒ نے قادیانیوں کے مناظر ابوالعطا جالندھری اور دوسرے قادیانیوں سے متعدد مناظرے کئے جن میں ایک مناظرہ مہت پور ضلع ہوشیار پور میں منعقد ہوا اور انہیں شکست فاش دی۔ اس مناظرہ کی روئیداد تحریری مناظرہ مہت پور کے نام سے مکتبۃ الفرقان ربوہ سے شائع ہو چکی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد تحریکِ ختم نبوت میں علامہ حافظ کفایت حسین نائب امیر تھے جبکہ مولانا ابوالحسنات امیر تھے۔

ان کی وفات کے بعد مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے منصب امارت سنبھالا تو حافظ صاحب نائب امیر رہے اور مشہور شیعہ رہنماء جناب مظفر علی شمسی صاحب اور مولانا سید اظہر حسن زیدی مرکزی رکن رہے۔علامہ حافظ کفایت حسین کی وفات کے بعد جناب مظفر علی شمسی نائب امیر منتخب ہوئے

، جبکہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے بعد مولانا سید محمد یوسف بنوری امیر ہوئے۔ زعیم ملت آغا مرتضی پویا صاحب تحریک ختم نبوت میں ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۶ء تک شامل رہے۔ کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر آغا صاحب کو اس تحریک سے الگ ہونا پڑا۔

ذرائع ابلاغ کی روشنی میں تحریک ختم نبوت میں شیعہ زعما کی سرگرمیاں

ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ایڈیٹر مولانا تاج محمود ۵، مئی ۱۹۷۸ء جلد ۱۵ شمارہ ۶ ص ۱۶ کے مطابق زیر عنوان مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے جناب ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ اور شیخ اظہار الحق ایڈووکیٹ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دعوت دی گئی جس میں ممتاز علماء و وکلاء اور دوسری دینی جماعتوں کے کئی رہنما شریک ہوے، جن میں سے مولانا ملیک الرحمٰن صدر علماء کونسل لاہور (بریلوی) مولانا ع غ کراروی (شیعہ)۔۔۔۔۔اس نے اجتماع سے خطاب کیا۔ اسی طرح ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ۴ نومبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۲۳، ۲۲ اور ۲۵ جون ۱۹۷۶ء ص ۴، ۳ پر زیر عنوان , مجاہد ختم نبوت سید مظفر علی شمسی تحریر ہے۔۔

۱۹ جون ۱۹۷۶ء کو تحریک آزادی کے نامور مجاہد شمع ختم رسالت کے پروانے اور اتحاد بین المسلمین کے علمبردار سید مظفر علی شمسی اس دار فانی سے رحلت کرکے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انہوں نے اس تحریک آزادی کے علاوہ تحریک ختم نبوت میں زندگی بھر حصہ لیا۔ وہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ کے رفقاء میں سے تھے اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب صدر تھے۔ شمسی صاحب مرحوم ختم رسالت کے زبردست شیدائی اور فدائی تھے اس میدان میں بھی شمسی صاحب مرحوم نے حضرت شاہ صاحب مرحوم کے شانہ بشانہ بڑی قربانیاں دیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی وہ صف اول کے رہنماؤں میں تھے۔

نیز ص ۱۴ پر لکھا ہے: مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما حضرت مولانا تاج محمود کی قیادت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے جس میں مولانا اللہ وسایا مولانا کریم بخش اور دوسرے بیسیوں کارکن شریک تھے تحریک ختم نبوت کے مجاہد جناب سید مظفر علی شمسی کے جنازہ میں شرکت کی اور ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔"

شیعہ اکابرین کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں انتھک محنتیں دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو؛ ہفت روزہ لولاک ۲۳ مارچ ۱۹۷۴ء ص ۲۰، ۱۹ زیر عنوان "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سرگرمیاں بیانات قرار دیں۔ اسی طرح ۹، دسمبر ۱۹۷۷ء، ص ۲۴، زیر عنوان "۲۵ ویں سالانہ کل پاکستان ختم نبوّت کانفرنس" ان کے علاوہ "ہفت روز چٹان لاہور" کی فائلیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوّت میں گوجرانوالہ یں ایک بڑا جلسہ مدرسہ نصرت العلوم کی جامع مسجد نور میں مولانا سید یوسف بنوری بانی و مہتمم الجامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاون کراچی کی صدارت میں ہوا۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء شریک تھے حتی کہ سید محبوب علی شمسی اور ع غ کراروی جن کا تعلق شیعہ مکتب فکر سے تھا انھوں نے بھی خطاب کیا۔

ماہنامہ نصرت العلوم جنوری ۲۰۱۰ء گجرانوالہ ص ۵۱، جسٹس منیر رپورٹ میں شاہد ہے کہ اہل تشیّع نے انفرادی اور اجتماعی طور پر تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔۔شیعہ علماء اور زعما نے نہایت خلوص اور مکمل یکجہتی سے جو ایمان افروز کردار ادا کیا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔۔

۱۹۷۳ء میں جو قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی اس وقت جناب مظفر علی شمسی صاحب تحفظ ختم نبوّت کے سلسلہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے تھے مرکزی ارکان میں جناب علی غضنفر کراروی صاحب (جو اب بھی تحریک ختم نبوّت کے تاحیات مرکزی نائب امیر ہیں) اور مولانا ملک مہدی حسن صاحب وغیرہ شامل تھے۔۔ جب کوئی خصوصی کنونشن یا ملک گیر اجلاس ہوتا علمائے شیعہ صف اول کے مقررین یں نظر آتے اور قومی اسمبلی میں بھی بڑی گھن گرج کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ جب قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا شیعہ نقطہ نظر سے مرزائیت کے کفر پر ناقابل تردید دلائل پیش کئے تھے۔۔

۲جون ۱۹۵۲ء میں تھوسوفیکل ہال کراچی میں مولانا لال حسین اختر کی طلب کردہ "آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس" ہو یا "آل ڈریکز مسلم کنونشن کا بورڈ" ۱۳جولائی ۱۹۵۲ء کو مسٹر محمد ہاشم گزدر کے مکان پر ہونے والا اجلاس ہو یا ۱۳جولائی کو برکت علی محمڈن حال میں مذہبی جماعتوں کا کنونشن' تمام مذہبی جماعتوں کی مجلس عمل ہو یا سکولوں کالجوں اور جیلوں میں مرزائیوں کے خلاف اور دینیات پر لیکچر دینے کے معاملہ پر گرفتاریاں' ۲۰جولائی ۱۹۵۲ء کو ملتان میں ہونے والے واقعے کے احتجاج ہو یا ۱۴اگست ۱۹۵۲ء کو وزیر اعظم سے ملاقات' ۱۹ اگست کو ملتان کا جلسہ ہو یا ۲۳اگست کو لاہور کا جلسہ عام' ۲۸ستمبر کو سمندری کو جلسہ عام ہو یا ۱۴تا۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں ہونے والا آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن اور مجلس عمل کاانتخاب، ۲۰فروری ۱۹۵۳ء کو وزیر اعلی سے ملاقات کرنے والا وفد ہو یا ۲۲فروری کو خواجہ ناظم الدین سے ملاقات، ۲۴فروری کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ ہو یا اس کے بعد ہونے والی گرفتاریاں، غرضیکہ مرزائیوں کے خلاف تحریک کے آغاز سے لیکر پارلیمنٹ میں مرزائیوں کی شکست اور انہیں کافر قرار دینے تک، ہر مقام پر شیعہ علمائے کرام اور نمائندگان نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

اس کے متعدد ثبوت تحریک ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا کی مرتب کردہ تازہ کتاب "پارلیمنٹ میں قادیانی شکست" میں موجود ہیں اسی کتاب کے صفحہ ۱۶، ۱۵پر واضح تحریر ہے کہ ۱۴جون ۱۹۷۴ء کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا جس میں جناب مظفر علی شمسی نے بطور نائب صدر شرکت فرمائی، رئیس الحفاظ مولانا حافظ کفایت حسین اور علامہ مفتی جعفر حسین پہلے ہی اس کارواں کے روح رواں تھے، اسی طرح دیگر مقامات پر بھی شیعہ رہنماؤں کی خدمات کا ذکر موجود ہے یوں یہ عظیم تحریک بھی شیعہ کے بغیر نامکمل نظر آتی ہے۔

تمام امت اسلامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو بھی نبی مکرم ﷺ کی توہین و گستاخی کرتا ہے وہ واجب القتل ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق - سے پوچھا گیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

"یقتلہ الادنی فالادنی قبل أن یرفع الی الامام"

یعنی: "کہ جو بھی اس (گستاخی کرنے والے) کے قریب تر ہو، اسے قتل کردے قبل اس کے کہ امام کے پاس معاملہ آئے۔" (9) (اس حدیث کی سند صحیح ہے)

یہی وجہ تھی کہ پیپلز پارٹی کی ایم این اے شیری رحمٰن کی طرف سے امتناع توہین رسالت قانون میں ترمیم کرنے کے لیے پارلیمنٹ میں بل جمع کرانے کے بعد دینی طبقات میں تشویش کی لہر دوڑ گئی جس کے بعد مختلف دینی جماعتوں نے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنسیں منعقد کیں سب سے بڑی کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اسلام آباد کے ڈریم لینڈ ہوٹل میں ۱۵دسمبر ۲۰۱۰ء میں منعقد ہوئی جس میں علامہ سید ساجد علی نقوی سمیت دیگر شیعہ علماء نے شرکت کی، جس میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے تحریک چلانے کا فیصلہ ہوا، اور درج ذیل مطالبات پیش کئے گئے۔

(۱) آسیہ مسیح کیس میں عدالتی پروسیجر میں مداخلت نہ کی جائے۔

(۲) وزیر اعظم اسمبلی کے فلور پر قانون میں کسی قسم کی ترامیم نہ کرنے کا اعلان کریں۔

(۳) وزیر اقلیتی امور کی سرکردگی میں قائم کی گئی کمیٹی ختم کی جائے۔

(۴) شیری رحمٰن بل اسمبلی سے واپس لیا جائے۔

مطالبات تسلیم کرانے کے لیے ۲۴دسمبر ۲۰۱۰ء کو ملک گیر یوم احتجاج منایا گیا جس میں تمام اسلامی مکاتب فکر کے علماء کرام نے یوم احتجاج میں بھرپور شرکت کی اور حکمرانوں پر واضح کیا کہ قانون امتناع توہین رسالت میں کسی قسم کی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی۔ ۳۱دسمبر ۲۰۱۰ء کو ملک گیر شٹرڈاؤن ہڑتال کی گئی۔

۹ جنوری ۲۰۱۱ء کو کراچی میں تحریکِ ناموس رسالت کے زیر اہتمام احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کرکے قانون کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا۔ آل پاکستان تحفظ ناموس رسالت کانفرسوں میں شیعہ راہنمائوں نے شرکت فرما کر آئندہ کالائحہ عمل پیش کیا اور مطالبات پیش کئے۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ اصل الشیعہ واصولھا، ص ۸۸۔ طبع نجف
2۔ علل الشرائع، باب ۱۰۱، ص ۱۲۴، طبع نجف)
3۔ ''احتجاج طبرسی، ص ۸۰، طبع قدیم نجف، طبع جدید، ج ۱، ص ۲۲۰، عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۱۲۰، باب ۳۵، ماکتب الرضاللمؤمن، طبع تہران''
4۔ الکافی، مقدمہ، ص ۹
5۔ اصول کافی کتاب الحجہ باب الفرق بین الرسول والنبی والمحدث جلد ۱ ص ۱۷۷''
6۔ اصول الکافی جلد ۱ ص ۲۶۴ کتاب الحجۃ باب جہات علوم الائمۃ علیہم السلام۔
7۔ اصول کافی کتاب الحجۃ باب فی ان الائمۃ بمن یشبھون ممن مضی ج ۱ ص ۲۶۹)
8۔ آئینہ قادیانیت از مولانا اللہ وسایا نظر ثانی مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مقدمہ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، ص ۱۱۳ زیر عنوان '' پاکستان اور قادیانیت'' طبع لاہور۔
9۔ الکافی، جلد ۷، ص ۲۱، تہذیب الاحکام، جلد ۱۰، ص ۵۶۰، وسائل الشیعہ، جلد ۲۸، ص ۳۳۷، حدیث ۳۴۸۹۸۔